120 ـ مسجد میں نماز باجماعت کا حکم

سوال

مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم کیا ہے، اور اس کی دلیل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ :

نماز باجماعت کے دلائل:

پہلی دلیل:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور جب آپ ان میں ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو آپ کے ساتھ ایك گروہ نماز ادا کرے، اور چاہیے کہ وہ اپنا اسلحہ ساتھ رکھیں، اور جب وہ سجدہ کر لیں تو وہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں، اور پھر وہ گروہ آئے جس نے نماز ادا نہیں کی تو وہ آپ کے ساتھ نماز ادا کرے النساء (102).

وجہ استدلال:

پہلی وجہ:

اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا، اور پھر دوسرے گروہ کو یہی حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اور پھر وہ گروہ آئے جس نے نماز ادا نہیں کی تو وہ آپ کے ساتھ نماز ادا کرے

اس میں نماز باجماعت فرض عین ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے پہلے گروہ کی نماز باجماعت کی ادائیگی سے دوسرے گروہ کی نماز باجماعت ادا کرنا ساقط نہیں کی.

اور اگر نماز باجماعت سنت ہوتی تو اس کے ساقط ہونے والے عذروں میں خوف کا عذر سب سے زیادہ اولی تھا، اور

اگر یہ فرض کفایہ ہوتی تو پہلے گروہ کی ادائیگی سے دوسرے گروہ سے ساقط ہو جاتی.

لہذا اس آیت میں نماز باجماعت فرض عین ہونے کی دلیل پائی جاتی ہے.

اس کی تین وجوہات ہیں:

- اللہ سبحانہ وتعالی نے پہلے اس کا حکم دیا.

- پھر یہی حکم دوبارہ دیا.

- خوف اور جنگ کی حالت میں بھی اسے ترک کرنے کی رخصت نہیں دی.

چوتھی دلیل:

1 ـ صحیحین میں - اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں - ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ارادہ کیا کہ ایندھن جمع کرنے کا حکم دوں اور وہ جمع ہو جائے تو پھر میں نماز کے لیے اذان کا حکم دوں اور پھر کسی شخص کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں اور پھر میں ان مردوں کے پیچھے جاؤں اور انہیں گھروں سمیت جلا ڈالوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اسے موٹی سے گوشت والی ہڈی حاصل ہو گی، یا پھر اسے اچھے سے دو پائے کے کھر حاصل ہونگے تو وہ عشاء کی نماز میں حاضر ہوں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (7224) صحیح مسلم حدیث نمبر (651).

2 ـ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" منافقین کے لیے سب سے بھاری عشاء اور فجر کی نماز ہے، اگر انہیں علم ہو کہ اس میں کیا (اجروثواب) ہے تو وہ اس کے لیے ضرور آئیں چاہے گھسٹ کر آئیں، اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کی اقامت کا حکم دوں پھر ایك شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، اور پھر اپنے ساتھ کچھ آدمی لیکر جاؤں جن کے ساتھ لکڑیوں کا ایندھن ہو اور جو لوگ نماز کے لیے نہیں آئے انہیں گھروں سمیت جلا کر راکھ کر دوں " متفق علیہ.

3 ـ امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ہی سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اگر گھروں میں عورتیں اور اولاد نہ ہوتی تو میں عشاء کی نماز کھڑی کرتا، اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ جو گھروں میں ہیں انہیں جلا کر راکھ کر دو "

4 ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ اس لیے نہیں پہنایا کہ اس میں وہ مانع موجو تھا جس کی انہوں نے خبر بھی دی، وہ یہ کہ گھروں میں وہ افراد بھی ہیں یعنی عورتیں اور بچے جن پر نماز باجماعت فرض نہیں، اور اگر وہ ان گھروں کو جلا کر راکھ کر دیتے تو سزا ایسے افراد کو بھی مل جاتی جن پر نماز باجماعت واجب نہ تھی.

پانچویں دلیل:

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ:

" ايك نابينا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مسجد تك لانے کے لیے کوئی شخص نہیں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دے دی، اور جب وہ جانے کے لیے پلٹا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمانے لگے:

کیا تم نماز کے لیے اذان سنتے ہو ؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آیا کرو"

یہ نابینا صحابی ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ تھے.

اور مسند احمد اور سنن ابو داود میں عمرو بن ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا:

" اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نابینا ہوں، میرا گھر دور ہے، اور مجھے لانے والا میری موافقت نہیں کرتا، کیا آپ مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دیتے ہیں ؟

تو رسول كريم صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا:

" كيا تم اذان سنتے ہو؟ تو اس نے جواب ديا: جى ہاں، چنانچہ رسول كريم صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا:

" ميں تيرے ليے رخصت نہيں پاتا "

مطلق امر وجوب كے ليے ہے، تو پھر جب شارع اس كى صراحت كرتے ہوئے يہ كہہ ديں كہ نابينا اور دور گھر والا شخص جسے لانے والا بھى اس كے موافق نہ ہو كو بھى رخصت نہيں ہے، تو كيا حكم ہو گا.

اگر بندے كو اكيلے يا نماز باجماعت ادا كرنے كا اختيار ہوتا تو پھر اس طرح كا نابينا شخص اختيار كا زيادہ حقدار تھا.

چھٹى دليل:

ابو داود، ابو حاتم، اور ابن حبان نے صحيح ابن حبان ميں ابن عباس رضى الله تعالى عنہما سے روايت كيا ہے كہ رسول كريم صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس نے اذان سنى اور اس قبول كرنے ميں كسى عذر نہ روكا، ان سے عرض كيا گيا عذر كيا ہے ؟ تو انہوں نے جواب ديا: خوف يا بيمارى ، تو اس كى ادا كردہ نماز قبول نہيں ہو گى "

ساتويں دليل:

ابن مسعود رضى الله تعالى كہتے ہيں:

(جسے يہ بات اچھى لگتى ہے كہ وہ كل الله تعالى كو مسلمان ہو كر ملے تو اسے يہ نمازيں وہاں ادا كرنے كا التزام كرنا چاہيے جہاں اذان ہوتى ہے، كيونكہ الله سبحانہ وتعالى نے تمہارى نبى كريم صلى الله عليہ وسلم كے ليے سنن الھدى مشروع كيں، اور يہ سنن الھدى ميں سے ہيں، اگر اپنے گھر ميں پيچھے رہنے والے شخص كى طرح تم بھى اپنے گھروں ميں نماز ادا كرو تو تم نے اپنے نبى كى سنت كو ترك كر ديا، اور اگر تم اپنے نبى كى سنت ترك كرو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص بھى اچھى طرح وضوء كر كے ان مساجد ميں سے كسى ايك مسجد جائے تو ہر قدم كے بدلے الله تعالى ايك نيكى لكھتا اور ايك درجہ بلند كرتا، اور اس كى بنا پر ايك برائى كو مٹاتا ہے، ہم نے ديكھا كہ منافق جس كا نفاق معلوم ہوتا وہى اس سے پيچھے رہتا، ايك شخص كو لايا جاتا اور وہ دو آدميوں كے درميان سہارا لے كر آتا اور اسے صف ميں كھڑا كر ديا جاتا)

اور ايك روايت كے الفاظ ہيں:

اور انہوں نے عرض كيا:

" اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ہميں سنن الھدى سكھائيں اور سنن ہدى ميں سے يہ ہے كہ جس مسجد ميں اذان ہو وہاں نماز باجماعت ادا كى جائے "

وجہ دلالت:

انہوں نے نماز باجماعت سے پيچھے رہنا ان مفافقين كى علامت بتائى جن كا نفاق معلوم ہو.

اللہ تعالى سے دعاء ہے كہ وہ اپنے ذكر و شكر اور اپنى حسن عبادت ميں ہمارى مدد و تعاون فرمائے.

واللہ اعلم .